Oriental College Magazine, Vol.99, No. 04, Serial No. 374, 2024

کشمیر کی اولین ترقی پسند کشمیری شاعرہ: للہ عارفہ

ثمینہ کوثر، پی ایچ ڈی
اسسٹنٹ پروفیسر کشمیریات
شعبہ کشمیریات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

THE FIRST KASHMIRI PROGRESSIVE POETESS OF KASHMIR LALLA ARIFA

Samina Kausar, PhD
Assistant Professor Kashmiriyat
University of the Punjab, Lahore

Abstract

Lalla Arifa was the first Kashmiri poetess who spoke about injustice and discrimination against the poors in her society. Due to her progressive thoughts, the cast-ridden Hindu society and other social bonds started to fall apart.She was the first adherent of the religious humanism and cultural renaissance in the history of Kashmir.

Keywords:
Kashmiri, Poetess, Lalla Arifa, Hindu, Society.

ترقی پسندانہ سوچ کسی وقت کی محتاج نہیں، یہ انسان کے اندر ہوتی ہے۔ جو اُس وقت کے حالات کے نتیجے میں انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے اور وہ اپنے ان خیالات کو لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ اگرچہ برصغیر میں ترقی پسندانہ خیالات رکھنے والے لوگوں کی باقاعدہ تنظیم ۱۹۳۶ء میں وجود میں آئی۔ جس نے سماج میں سماجی ناانصافیوں کے حوالے سے بات کی۔ سماج اور فرد کے حوالے سے بات کی۔ مگر اس کا مقصد ہرگز نہیں کہ اس سے پہلے لوگوں میں ترقی پسندانہ نظریات موجود نہیں تھے۔

کشمیری ادب میں اس کا آغاز ۱۴ویں صدی کے آغاز میں ہی ہو چکا تھا۔ جب کشمیر میں للہ عارفہ جیسی شاعرہ نے آنکھ کھولی۔ للہ عارفہ اگرچہ کشمیر کی اولین صوفی شاعرہ تھیں لیکن ان کے صوفیانہ کلام میں بھی ہمیں معاشرے کی اصلاح کا پہلو نمایاں نظر آتا ہے۔ اپنے کلام میں وہ جگہ جگہ لوگوں کے لیے اصلاح کے راستے بتاتی نظر آتی ہیں، بہ قول غلام نبی خیال:

> ‘‘The element of progressivism in our poetry has been there right from the beginning when the first Kashmiri poetess Lalla Arifa disseminated her ideology of not worshipping idols which in her words were nothing but motionless and life less stones.’’(1)

دیوو ٹا دیوار وٹا
ہیر بونہ پچھے آکے واٹھ
پُوز کس کرکھ ہتو بٹا
کئر منس تہ پونس سنسگاٹھ (۲)

ترجمہ: دیوتا کی مورتی پتھر کی ہے۔ مندر بھی پتھر سے بنا ہوا ہے۔ اوپر سے نیچے پتھر ہی پتھر ہیں۔ اے پنڈت! تو کس کی پوجا کر رہا ہے۔ یہ سب تو بے جان پتھر ہیں۔

للہ عارفہ کے کشمیری واکھ صوفیانہ شاعری کا بیش قیمت خزانہ ہیں۔ کشمیر کے ہندو للہ عارفہ کو اوتار مانتے ہیں جبکہ مسلمانوں کے نزدیک وہ ایک پاکیزہ سیرت خاتون تھیں۔ در حقیقت للہ عارفہ شمع کشمیر ہیں جنھیں ہندو اور مسلمان دونوں ہی مانتے ہیں اور گہری عقیدت رکھتے ہیں۔

للہ عارفہ اپنے کلام میں انسانیت کے بارے میں بات کرتے ہوئے ایک ترقی پسند شاعرہ کے طور پر سامنے آئیں۔ جنھوں نے اپنے وقت کے سماج کی برائیوں، ریاکاری، دھوکے بازی، طمع و حرص، غرور و تکبر اور دیگر منفی اقدار کے خلاف آواز بلند کی:

اَلنِّیچ سن دیتھ تھاون مٹن
لوبھ بوچھ بولاں گیانچ گیت

چھٹی چھٹی نیران تم کتہ وٹن
ترکے مالہ چھکھ پور گڑھ پتھ (۳)

ترجمہ: جو ایک جگہ سے مال چرا کر دوسری جگہ رکھتے ہیں اور لالچ کے اندھے گیان طرز طرز گیت گاتے ہیں وہ دنیا میں بدنام ہوتے ہیں۔ ان کا بھلا کیسے ہو گا۔ اے انسان اگر تو دانا ہے تو ان کاموں سے باز آجا۔

للہ عارفہ نے اپنے شاعرانہ کلام اور نظریات کی بدولت بڑی مقبولیت حاصل کی۔ ان کے بارے میں سلیم خان گمی کشمیرادب وثقافت میں لکھتے ہیں:

> ”للہ عارفہ مجذوبہ تھیں جو برہنہ رہتی تھیں۔ وہ ایک مجاہدہ تھیں جو ساری عمر تزکیہ نفس کے لیے اپنے خلاف نیزد آزما رہیں۔ ایک تارک الدنیا خاتون۔ اس نے عرفان حق کے لیے دنیا کو تیاگ دیا تھا۔ وہ مینارہ نور تھیں۔ اُن کی تعلیمات نے ہزاروں زندگیوں کو روشنی عطا کی۔ وہ ایک ایسی سفید فطرت خاتون تھیں کہ شیر جیسا درندہ بھی اُس کے پاس آکر موم ہو جاتا تھا۔ وہ شاعرہ تھیں اور اُس نے شعر وسخن کے جام میں معرفت کی شراب پیش کی۔“ (۴)

للہ عارفہ ۱۳۱۷ء سے ۱۳۲۰ء کے درمیان سری نگر سے تین میل دور پاندریٹھن گاؤں کے ایک زمین دار گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ ان کا باپ برہمن تھا۔ للہ عارفہ کی شادی سترہ سال کی عمر میں پام پور کے ایک ان پڑھ جاہل زمین دار سے ہوگئی۔ للہ عارفہ نے اپنی سنگ دل ساس کے بے پناہ ظلم وستم برداشت کیے اور آخرکار دنیوی الائشوں سے گھبرا کر مستقل طور پر جنگلوں، پہاڑوں اور ویرانوں کی طرف بھاگ نکلی۔ اسے آندھی، بارش، برفباری سے قطعاً خوف محسوس نہ ہوتا تھا۔ کھانے کی بھی ہوش نہ رہتی۔ عالم بے خودی میں جو اشعار کہتی وہ کشمیری واکھ کشمیری صوفیانہ شاعری کا بیش قیمت خزانہ ہیں۔

للہ واکھیہ کا ایک امتیاز یہ ہے کہ واکھ کا ہر مصرعہ اپنی ایک مکمل کائنات رکھتا ہے۔ یہ اثر آفرینی للہ واکھ کو ایک خاص امتیاز بخشتی ہے اور یہی کشمیری شاعری کا سر آغاز ہے۔

للہ عارفہ شومت کے ماننے والوں اور چاہنے والوں میں شامل تھیں۔ وہ روایتی مذاہب سے بیزار تھیں۔ اُنہیں مذہب میں دکھاوے سے نفرت تھی۔ اس لیے وہ اپنے واکھوں میں بار بار اس سے باز رہنے کی تلقین کرتی نظر آتی ہیں:

اُویستاری پوتھین چھی ہومالہ پران
یتھ طوطہ پران رام پنجرس
پَرِ پَرِ کراں زل دومندان
بمڈیوکھ تمنے اہماو (۵)

ترجمہ: بے شعور لوگ مذہبی کتابیں اس طرح پڑھتے ہیں جس طرح طوطے نے پنجرے میں "رام" کی رٹ لگائی۔ مکھن حاصل کرنے کے لالچ میں وہ خالی پانی بلوتے ہیں۔ ان کا پڑھنا ایسا ہی ہے۔ اسی پر وہ غرور کرتے ہیں۔ اس سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔

لَلہ عارفہ کے سامنے کوئی ایسا روایتی تجربہ یا نمونہ نہیں تھا جس کو انہوں نے اپنایا اور جس کے نقش قدم پر چل کر انہوں نے اپنا مافی الضمیر بیان کیا۔ انہوں نے اپنا راستہ خود تلاش کیا اور اپنے جذبے اور احساس کو اس وقت کی عام زبان میں بیان کیا۔

لَلہ عارفہ چودھویں صدی کے اس بحرانی دور میں جب کشمیر میں صدیوں سے اُستوار نظام حکومت دم توڑ رہا تھا اور ایک نئے نظام حکومت کے لیے آغوش کھولے ہوئے تھا۔ اسلامی نظام حکومت کا آغاز اور ہندو نظام حکومت کا اختتام تھا۔ کشمیر کے اُفق پر نمودار ہوئیں۔ اس لیے اگرچہ وہ بنیادی طور پر ہندو تھیں مگر اسلامی طرز فکر نے اسے گہرے انداز میں متاثر کیا۔ اس زمانے میں لَلہ عارفہ کی ملاقات مسلمان علماء کے ساتھ ہوئی جن میں سید جلال الدین بخاریؒ، سید حسین سمنانیؒ، سید علی ہمدانیؒ جیسی برگزیدہ شخصیات قابل ذکر ہیں۔ جن سے ملاقات نے لَلہ عارفہ کی زندگی میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ بقول جیالال کول:

> "اُس نے ہندوئوں کی سماجی کمزوریوں، مذہبی توہمات اور لاعلمی کے خلاف پرچار کیا۔ اس نے شومت کی اس صورت کی بھی مخالفت کی جس صورت میں اس زمانے کے تانترک اس پر عمل کر رہے تھے اور اس کو سحر اور جادو ٹوٹکے میں بدل کر رکھ دیا تھا۔ وہ کشمیری کی پہلی سماجی اور تعلیمی ریفارمر تھی۔" (۶)

لَلہ عارفہ کو کشمیری زبان و ادب میں ایک معمار کی حیثیت حاصل ہے۔ اپنے اشعار کی بدولت لَلہ عارفہ نے اُس وقت کے معاشرے کی بھرپور عکاسی کی ہے:

پئر تہ تہ بوز تھ برہمن ژھٹن
آگر کھٹن تہند ویز سیئتھ
پٹنچ سن نتھ تھون مٹن
مُہت من گژھکھ اہنکاری (۷)

ترجمہ: برہمن کو علم اور تجربے سے اگرچہ یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ذات پات کی تقسیم مصنوعی ہے پھر بھی وہ کسی نیچ ذات رکھنے والے کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔ وہ لوگوں کو اس پاک ذات کی آگاہی بھی نہیں دیں گے جس سے اُن کا گمراہ من مغرور ہو جائے گا اور اُن میں خود پرستی پیدا ہو گی۔

لَلہ عارفہ کے مطابق فرد اور سماج ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ انسان معاشرتی حیوان ہے۔ اس کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ مل جُل کر رہنا واجب ہے۔ جو کچھ برا بھلا وہ کہیں گالی

دیں، غصہ کریں یا پرستش اور خوشامد کریں۔ غرض جو کچھ کریں اس سے متاثر نہیں ہونا چاہیے:

گال گنڈی نم بول پڑی نم
دپی نم تی یَس یہ روژے
سہز کُسمو پوز کرٖی نم
بہ اُمہِ لانٔی تہِ کس کیاہ موژے(۸)

ترجمہ: وہ مجھے برا بھلا کہیں یا بدنام کریں۔ جس کا جو جی چاہے میری نسبت کہے اگر وہ سچے دل سے میری پرستش بھی کرے پھر بھی ان باتوں کا مجھ پر کوئی اثر نہ ہو گا۔ پس اس سے اس کو کیا حاصل ہو گا۔

لَلہ عارفہ کے واکھ اس وقت کی معاشرتی اور معاشی ناانصافی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ جہاں ایک دانشور اور عقلمند فاقہ کشی کی بدولت موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ جب کہ ایک بے وقوف اور دولت مند شخص ایک باورچی کو محض کھانے میں لذت نہ پیدا کرنے پر مارتا ہے۔ اس معاشرتی ناانصافی اور انسانیت کی تذلیل نے لَلہ عارفہ کو دُنیا سے بدظن کر دیا ہے اور وہ اپنے آپ کو اس دنیا کے بندھنوں سے آزاد کرنا چاہتی ہے۔ واکھ ملاحظہ ہو:

گاٹلاہ اکھ وُچھم بوچھ سئیتر مران
پن زن ہران پُہنہ واوِلہہ
نیش بوداکھ وُچھم وازس ماران
تنہ لل بو پراران ژھنیم ناپراہ(۹)

ترجمہ: میں نے ایک دانا کو بھوک سے مرتے دیکھا۔ جیسے پت جھڑ میں ہوا سے درختوں سے پتے گرتے ہیں۔ ایک نادان شخص کو دیکھا جو کھانے میں لذت پیدا نہ کرنے کے وجہ سے بے خوف وخطر اپنے باورچی کو مارتا تھا۔ اس بات سے بددل ہو کر اُس دن کی منتظر ہوں جب اس دنیا کے بندھنوں سے آزاد ہو جاٶں۔

دوسری طرف مالداروں کا حال کچھ اس انداز سے بتاتی ہیں:

ژامر، چھتر، رتھ سمہاسن
ہلاد، ناٹی رس، تُلہ پرینکھ (۱۰)

ترجمہ: چھتر چھایا، رتھ، سنگھاسن کی یہ شان
مطرب و ساقی، چراغاں ونشاط

لَلہ عارفہ کا وہ زمانہ تھا جب کشمیر میں صدیوں سے قائم ایک نظام حکومت دم توڑ رہا تھا اور ایک نئے نظام کے لیے آغوش کھولے ہوئے تھے۔ اس طرح ایک قدیم مذہبی نظام فکر ایک نئے دینی نظام کے ساتھ برسرپیکار تھا۔ ہندوراج کے اثرات ختم ہو رہے تھے۔ اسلام کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں۔ ایسے وقت

میں عام لوگوں کے لیے صحیح سمت کا اندازہ کرنا مشکل تھا۔ ایسے وقت میں ضرورت تھی کہ اس نازک مرحلے پر کوئی راہنما سامنے آئے جو غیب کے دروازے کھول کر بے قرار دلوں کو سکون اور قرار بخش دے۔ بقول پنڈت پریم ناتھ بزاز:

> The warfare of ideas and ideals in which the people of Kashmir were involved in the fourteenth century was no ordinary one. It as a gigantic clash of two great cultures of the world Islam and Brahmanism were in grips with each other.(11)

کئی اہل دل صوفی، سنت اور مشائخ اس زمانے میں آئے۔ وہ اسرار جن سے لوگ ناواقف تھے سمجھنے میں آنے لگے۔ ان بزرگوں نے اپنے طرز عمل سے لوگوں کے دل جیت لیے۔ لَلہ عارفہ انہیں لوگوں میں سے تھیں۔

کشمیر میں جب اسلامی سلطنت کا قیام ہوا اور اسلامی علم و ادب اور تہذیب و تمدن کا دور دورہ ہوا۔ بدھ مت اور شومت کی روایتیں ابھی زندہ تھیں۔ اس طرح مسلمان صوفیوں اور ان سنتوں کے طرز عمل میں باہمی ربط پیدا ہوا اور اُس کا اثر اُن صوفیوں پر پڑا جو اس سرزمین سے تعلق رکھتے تھے۔ لَلہ عارفہ کا فلسفہ بدھ مت کی طرح قدامت پسند مبلغین اور عالموں کے خلاف اعلان جنگ تھا۔ اس نے اپنے واکھوں کے ذریعے اس دور کے برہمنوں کا بہروپی سے پردہ اُٹھایا ہے اور لوگوں کے سامنے اُن کی اصلی شکل پیش کی ہے۔ بقول پریم ناتھ بزاز:

> ”لَلہ عارفہ کشمیر میں مذہبی انسان دوستی کے مارگ کی پہلی پیام بر تھی۔ اوائل عمر ہی سے اس نے برہمنیت کی مروجہ روایات اور رسوم پر کاربند ہونے سے انکار کر دیا تھا۔“ (۱۲)

لَلہ عارفہ روایتی مذہب سے عاجز تھیں۔ انہیں دکھاوے کے دھرم و ایمان، عقیدت پر یقین نہیں تھا:

لز کاسی شیت نوازی
ترن زن کری آہار
یہ کمی وو پدیش کُورے بٹا
اَژ تین وٹس سشریتن ڈین آہار (۱۳)

ترجمہ: یہ بھیڑ گھاس اور پانی پہ گزارہ کرتی ہے۔ ہمیں اپنی اون دیتی ہے اور ہم کڑاکے کی سردی سے بچ جاتے ہیں۔ اے برہمن! تمہیں یہ بات کس نے سکھائی کہ بے جان مورتی کے آگے تم جان دار بھیڑ کو قربان کرو۔

کھین کھین کران کن نو واتکھ
نہ کھینہٕ گژھکھ آہنکاری (۱۴)

ترجمہ: کھانے اور متواتر کھانے سے تجھ کو کچھ حاصل نہ ہو گا اور روزہ داری میں بھی حد سے بڑھ جانے سے تجھ میں غرور پیدا ہو گا۔

لَلہ عارفہ نے اپنے واکھوں کے ذریعے انسان دوستی کا وہ درس دیا ہے جو ہر مذہب کا اولین درس ہے:

تریشہ بوچھہ موکریشہ ناون
پانی ژھنیہ تانی سندر رُن دہ
پھر ٹھ چون دھارن تہ پارن
کروہ پکارن سوئے چھے کریے (۱۵)

ترجمہ: اپنے جسم کو بھوکا پیاس مت رکھ جب یہ تھک ہار کر نڈھال ہو جائے تو اس کی خبر لے۔ تیری عبادت بے سود ہے۔لوگوں کی سیوا کرو ہی سچا عمل ہے۔

کشمیر کے نامور شاعر اور ادیب ڈاکٹر برج پریمی لَلہ عارفہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''لَلہ عارفہ ہر حساس اور بڑے فن کار کی طرح باغی تھیں۔ان کی شاعرانہ عظمت یہ بھی ہے کہ انہوں نے ہر اس روش اور طرز فکر کے خلاف احتجاج کیا جو لوگوں کو غلط راہ پر لے جا رہا تھا۔'' (۱۶)

لَلہ عارفہ نے اپنے واکھوں کے ذریعے دنیا کی بے ثباتی کو بیان کیا اور عمل صالح کو ہی اس دنیا میں بہترین خزانہ قرار دیا۔ لَلہ نے انہی لوگوں کو فانی قرار دیا جو اپنے پیدا کرنے والے کو فراموش کر دیں اور دنیاوی اور ذاتی مشاغل میں کھو جائیں گے۔

کُس مرتہِ کسُو مارن
مرِ کُس تے مارن کس
یُس ہر ہر تراوتھ گر گر کرے
ادِ سُہ مرتے مارن تس (۱۷)

ترجمہ: کون مرے گا اور کس کو مارا جائے گا؟ جو ایشور (اللہ) کو فراموش کر کے اپنے ذاتی مشاغل میں کھو جائے گا وہی مرے گا اور اُسے ہی مارا جائے گا۔

لَلہ عارفہ شو (اللہ) کی ذات کو ہی سب سے افضل قرار دیتی ہیں اور اُسی تک پہنچنے کے راستے لوگوں کو بتاتی ہیں۔

گورس پر ژھام ساسہ لئے
یس نہ کینہہ وٹان تس کیاہ نائو

پر ژھان پر ژھان کھچس تہ لوسس
کینہہ نس نِشہ کیاہ ہتام دراو(۱۸)

ترجمہ: میں نے گورو سے ہزار بار پوچھا کہ جس کا نام نہیں اس کو کیا کہتے ہیں۔ پوچھتے پوچھتے میں تھک گئی کچھ ہے جو سب کی اصل ہے۔ لیکن اس کا بیان کرنا عقل سے باہر ہے۔

لَلد عارفہ نے اپنے واکھوں کے ذریعے انسانی مساوات کا درس دیا ہے۔ وہ ظاہری طور پر مذہب کے رسوم و قیود کے حصار توڑ کر آزاد ہو چکی تھیں۔ لیکن در حقیقت مذہب کی اصل روح کو وہی بیان کرتی ہیں اور لوگوں کو اُن کی نجات کا راستہ اس کے اندر ہی بتاتی ہیں۔ بقول بزاز:

> ‘‘Lalla is the originator; founder and first votary of the new creed the Religious Humanism. The progressive section among both the Hindus and the Muslims eagerly welcomed it with open arms.’’(19)

وہ انسان دوستی، باہمی مساوات ظاہر شان و شوکت کی مخالفت، دنیا کی بے ثباتی اور بے مقصد علم جیسے موضوعات پر بات کرتی نظر آتی ہیں۔ بقول عبد الاحد آزاد:

> ہمارے پاس کشمیری زبان میں اپنے اسلاف کے ادبی کارناموں کی یادگار صرف ’’لَلد واکھیہ‘‘ ہیں۔ یہ جہاں موجودہ کشمیری شاعری کی اولین تصنیف ہے۔ وہاں اپنی اہم خصوصیات کے لحاظ سے ایک بلند پایہ ادب کا شاہکار معلوم ہوتی ہے۔ گویا ہمارے اسلاف کی یادگار بھی ہے اور ہمارے لیے عبرت کا آئینہ بھی۔ غور کا مقام ہے کہ وہ تہذیب علم و فن میں کس قدر بلند ہو گی جو لَلد عارفہ جیسی شاعرہ خاتون کو دیہات کے ماحول میں جنم دے سکے اور اس زبان کا ادبی سرمایہ کتنا شاندار ہو گا جس کا ایک ورق لَلد واکھیہ جیسا بلیغ شہ پارہ ہے۔(۲۰)

لَلد عارفہ نے کشمیریوں کو اپنی مادری زبان کو دریافت کرنے میں مدد کی۔ اگرچہ کشمیری زبان کو بادشاہوں اور جاگیرداروں کی سرپرستی حاصل نہ ہو سکی۔ فارسی زبان کی بدولت وہ نمایاں مقام حاصل نہ کر سکی، کیونکہ فارسی زبان سرکاری زبان بننے کے ساتھ ہی لوگوں کی برگزیدہ زبان بن گئی مگر کشمیری زبان کو دبایا نہیں جا سکا اور مادری زبان ہونے کی وجہ سے اس کو عام عوام کی سرپرستی حاصل تھی۔ اسی عام عوام میں سے لَلد عارفہ نے کشمیری زبان کو اپنے جذبات اور احساسات اور خیالات کا ذریعہ اظہار بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی کشمیری ہندو یا مسلمان نظر نہیں آئے گا جس کی زبان پر لل دید کا کوئی نہ کوئی واکھ نہ ہو اور تعظیم کے ساتھ اس کا نام نہ لیتا ہو۔ بقول سر رچرڈ ٹمپل:

> Lalla was the immediate predessor of the great medieval reformers. (21)

لَلد عارفہ نے سماجی نابرابری، مردہ رسم و رواج اور روائتوں کے خلاف بغافت کی مگر ان کے ساتھ

کسی قسم کی مصالحت نہیں کی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی روحانیت کا اثر دیر تک چھایا رہا اور دور دور تک پھیل گیا۔ بقول پروفیسر غلام محمد شاد:

اسلام کی آمد کے بعد لل دید نے جو نئے حالات اور تبدیلیوں سے، سب سے پہلے متاثر ہوئی۔ بُت پرستی، ذات پات، چھوت چھات برہمن واد اور ہندو سماج کے فرسودہ عقائد اور توہمات کی زبردست مخالفت کی جس پر اُسے اپنے زوال پذیر ہندو سماج نے ہر قسم کے طنز و حقارت کا ہدف بنایا۔ (۲۲)

گویا ہمیں لَلہ عارفہ کے واکھوں میں مذہبی اور سماجی اصلاح کے پہلو نظر آتے ہیں۔ اگرچہ وہ باقاعدہ طور پر ایک اصلاح کار کے طور پر سامنے نہیں آئیں۔ بقول غلام نبی خیال:

> Sometimes one wonders as to how these sufi poets, many of whom were totally illiterate and doing menial jobs of black smiths, masons, ordinary labourers and daily wages, created highly acclaimed poetry of universal characteristics. (23)

ہم دیکھتے ہیں کہ ماضی میں مختلف وقتوں میں مختلف زبانوں میں جن ہستیوں نے اپنا پیغام انسانیت لوگوں تک پہنچایا وہ ایک ہی تھا۔ اگرچہ اُس وقت نہ ہی میڈیا تھا نہ ایسی ٹیکنالوجی جس کی بدولت لوگ ایک دوسرے کے خیالات کو جان سکیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر دور میں اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کرتا ہے اور ان کے ذہنوں میں ایسی وسعت پیدا کرتا ہے کہ وہ اپنے دور کے لوگوں کے لیے مشعل راہ بن سکیں۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) جیالال کول، لل دید، (سرینگر: جموں اینڈ کشمیر کلچرل اکیڈمی، ۱۹۸۴ء)، ۲۷۹۔

(2) Ghulam Nabi Khyal, *Progressive Literary movement in Kashmir*, (Srinagar: Kahayalat Publishe, 2011), 127.

(۳) امین کامل (مرتبہ)، کأشر آسن ترأیہ، (سرینگر: جموں اینڈ کشمیر کلچرل اکیڈمی، ۱۹۶۶ء)، ۸۱۔

(۴) سلیم خان گمی، کشمیر ادب و ثقافت، (کراچی: ادارہ مطبوعات پاکستان، ۱۹۶۳ء)، ۶۱۔

(۵) جیالال کول، لل دید، (دہلی: ساہتیہ اکیڈمی، ۱۹۸۵ء)، ۱۲۳۔

(۶) ایضاً، ۹۲، ۹۳

(۷) امین کامل، کأشر آسن ترأیہ، ۸۱۔

(۸) جیالال کول، لل دید، ۱۰۲۔

(۹) ناجی منور، شفیع شوق، کأشر زبان تہ ادبک تواریخ، (کشمیر: علی محمد اینڈ سنز، ۱۹۷۷ء)، ۶۹۔

(۱۰) ایضاً

(11) Prem Nath Bazaz, *Daughters of the Vitsta*, (Srinagar: Gulshan Books, 1959), 125

(۱۲) پریم ناتھ بزاز، تاریخ جدوجہد آزادی کشمیر، (میرپور آزاد کشمیر: ویری ناگ پبلشرز، ۱۹۹۲ء)، ۱۰۳۔

(۱۳) جیالال کول، لل دید، (سرینگر: جموں اینڈ کشمیر کلچرل اکیڈمی، ۱۹۶۶ء)، ۱۳۶۔

(۱۴) ڈاکٹر برج پریمی، کشمیر کے مضامین، "تپسیا" ۵۸، آزاد بستی، نئی پورہ سرینگر، کشمیر، ۱۹۸۹ء، ۱۵۱۔

(۱۵) جیالال کول، لل دید، (سرینگر: جموں اینڈ کشمیر کلچرل اکیڈمی، ۱۹۸۴ء)، ۹۸۔

(۱۶) ڈاکٹر برج پریمی، کشمیر کے مضامین، ۱۵۲، ۱۵۳۔

(۱۷) جیالال کول، لل دید، ۱۲۲۔

(۱۸) ایضاً، ۸۸۔

(19) Prem Nath Bazaz, Daughters of the Vitsta, Gulshan Books Srinagar, 1959, P-129

(۲۰) عبدالاحد آزاد، کشمیری زبان اور شاعری، (سری نگر: جموں اینڈ کشمیر کلچرل اکیڈمی، ۱۹۵۹ء)، ۱۵۹۔

(21) Sir Richard Temple, The word of Lalla, Gulshan Books Srinagar, 2015, Preface.

(۲۲) پروفیسر غلام محمد شاد، حضرت میر سید علی ہمدانی اور کشمیر، (سری نگر: اشرف بک سینٹر، ۲۰۰۷ء)، ۱۱۷۔

(23) Ghulam Nabi Khyal, *Progressive Literary movement in Kashmir*, (Srinagar: Kahayalat Publisher, 2011), P-126

BIBLIOGRAPHY

- Abdul Ahad Azad, Kashmīrī Zūban aur Sha'ri, (Srinagar: Jammu and Kashmir Art and Culture Academy, 1959).
- Ghulam Muhammad Shaad, *Hazrat Mīr Syed Ali Hamdānī aur Kashmīr*, ((Srinagar: Ashraf Book Center, 2007)
- Sir Richard Temple, *The word of Lalla*, (Srinagar: Gulshan Books, 2015)
- Ameen Kamil, *Ka'shra Asan Tarāye*, (Srinagar: Jammu and Kashmir Academy of Art, Culture and Languages Kashmir 1966)
- Burj Paremi, Kashmir ky Mazameen, *Tapassiya*, (Sirinagar: 1989)
- Ghulam Nabi Khyal, *Progressive Literary movement in Kashmir*, (Srinagar: Kahayalat Publishe, 2011)
- Jia Laal Kol, *Lal Dīd*, (Delhi: Sahitia Academy, 1985)
- Jia Laal Kol, *Lal Dīd*, (Sirinagar: Jammu and Kashmir Academy of Art, Culture and Languages Kashmir 1984)
- Jia Laal Kol, *Lal Dīd*, (Sirinagar: Jammu and Kashmir Academy of Art, Culture and Languages Kashmir 1966)
- Naaji Munawar, Shafeeq Shouq, *Ka'shra Zūban te Adbak Tavarīkh*, (Kashmir: Ali Muhammad And Sons, 1977)
- Parem Nath Buzar, *Tarīkh-e Jido Juhad-e Āzādī-e Kashmīr*, (Mirpur Azad Kashmir: Weri Naag Publishers, 1992)
- Prem Nath Bazaz, *Daughters of the Vitsta*, (Srinagar: Gulshan Books, 1959)

❖❖❖